RS: 3/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد ۱۳ شمارہ ۳۴ ۲۵ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۰ء ۲۳ تا ۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۱

ہندستان کی آزادی کے ۵۳ سال

کیا کھویا کیا پایا

لال قلعے کی فصیل سے وزیر اعظم کی مذہبی منافرت ختم کرنیکی تلقین محض زبانی جمع خرچ ہے اور اگر وہ اپنے اس قول میں مخلص ہیں تو انہیں یہ بات خود اپنے آقا آر ایس ایس سے کہنی چاہئے جو ہندستان میں مذہبی منافرت کا سب سے بڑا علمبردار ہے ...

محمد سالم جامعی

ابھی حال ہی میں ہم نے ۱۵ اگست ۲۰۰۰ء کو آزادی کے ۵۳ برس پورے کر کے ۵۴ویں برس میں قدم رکھ دیا ہے۔ اس طرح ہماری آزادی پر ۵۳ بہاریں گزر چکی ہیں۔ آزادی کے ان ۵۳ برسوں میں ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟ یہ ایک سوال ہے جس پر ہم ہندوستانیوں کو غور کرنا چاہئے۔

ہمارے ملک میں آزادی کا جشن بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے۔ ۱۵ اگست کو لال قلعہ کی فصیل پر پہلے جھنڈا پھہرایا جاتا ہے اور اس کے بعد وزیر اعظم قوم سے خطاب کرتے ہیں۔ اس سال بھی وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپئی نے جھنڈا پھہرانے کے بعد لگ بھگ پچیس منٹ تک قوم سے براہ راست خطاب کیا جس میں انھوں نے جہاں ایک طرف جموں کشمیر میں دہشت گردی کے لئے پاکستان کو آڑے ہاتھوں لیا وہیں دوسری طرف اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کو ترقی کی دہائی قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ آئندہ دس برسوں میں ہم غریبی کو دور کر دینے کا عزم کئے ہوئے ہیں اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اقتصادی نظام میں زبردست اصلاحات کا پروگرام بنا رہے ہیں جس میں نوجوانوں، کسانوں اور مزدوروں سب کا برابر خیال رکھا جائے گا۔ اس موقع پر وزیر اعظم نے تمام مذاہب کے لوگوں سے بھی اپیل کی کہ وہ اپنے خیالی دشمن گھڑنے نہ کریں اور خود اپنی کمزوروں سے خود کو ذمی کرنے سے باز رہیں۔ انھوں نے اعلان کیا کہ حکومت کسی ایسی تنظیم کی سرگرمیوں کو برداشت نہیں کرے گی جو فرقہ وارانہ منافرت پھیلاتی ہو اور تشدد میں شامل ہو۔

اس کے ساتھ ہی ۱۴ اگست کی شام کو ہمارے محترم صدر جمہوریہ جناب کے آر نارائنن نے بھی قوم کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب کیا جس میں انھوں نے صاف صاف کہا کہ مذہبی انتہاپسندوں کے حملوں کی وجہ سے ملک کے کثرت پسند معاشرے کے بکھرنے کے آثار پیدا ہونے لگے ہیں۔ انھوں نے اس بات پر دکھ کا اظہار کیا کہ مجرموں، سیاستدانوں اور پی۔ آئی۔ لوگوں میں ناپاک اتحاد ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں ہے جو اس ناپاک اتحاد کی پیش قدمی پر قدغن لگائے۔ انھوں نے کہا کہ اس کے لئے سخت سے سخت قانون وضع کرنے کی ضرورت ہے۔

مسٹر نارائنن نے کہا کہ مختلف عقائد اور نظریات کی رواداری کی وہ قیمتی دولت جو ہمیں ورثے میں ملی تھی اور جس سے ہمارے کثرت پسند معاشرے کو تقویت ملتی تھی وہ اب بکھرتی اور برباد ہوتی نظر آرہی ہے جس کے نتیجہ میں ایک نئی قسم رواداری ہمارے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لیتی جا رہی ہے اور مستقبل قریب میں جس کے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں۔

یوم آزادی پر ہمارے وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ بلاشبہ انتہائی اہم ہے اور اس لائق ہے کہ ہر ہندوستانی خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب اور قوم سے ہو ان پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے اور ان پر عمل پیرا ہو یہ بھی سو فیصد درست ہے کہ ہندوستان نے زرعی اقتصادی اور صنعتی میدان میں گزشتہ ۵۳ برسوں میں جو ترقی کی ہے وہ اپنی حیثیت میں مثالی ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ باہمی منافرت اور رقابت کسی بھی معاشرے کے لئے سم قاتل ہوتی ہیں اور جس قوم میں خود اس کی بنیاد رکھ بھی کیوں نہ ہو جب یہ بیماریاں آجاتی ہیں تو پھر اس کا امن و سکون باقی نہیں رہ سکتا جس کا نتیجہ بہر صورت افتراق و انتشار کی شکل میں ہی سامنے آتا ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کے پاس اس کا کیا حل ہے۔ کیا ہمارے حکمرانوں کا کام صرف نصیحت کرنا ہی رہ گیا ہے۔

آزادی ہم نے اس لئے حاصل کی تھی کہ غیر ملکی اقتدار کی وجہ سے ہم میں جو برائیاں در آئی ہیں ہمیں ان سے نجات مل جائے اسی مقصد کی خاطر ہم نے جان و مال کی زبردست قربانیاں بھی دیں مگر افسوس کہ آزادی کے بعد ہم انگریزی سامراج کی مسلط کردہ برائیوں سے تو کیا چھٹکارا حاصل کرتے خود ہم نے ایسی ایسی برائیوں کو جنم دے دیا ہے جن پر خود انگریز بھی انگشت بدنداں ہے۔ آج ہمارے وزیر اعظم قوم کو تلقین کر رہے ہیں کہ وہ باہمی منافرت ختم کر کے اتحاد و یگانگت کا ماحول بنائیں اور مذہب و ذات کے نام پر ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ کیا ہمارے محترم وزیر اعظم نے کبھی اپنے آقا آر ایس ایس کو بھی یہ سبق دیا کہ وہ اپنی آئیڈیالوجی سے یہ بات نکال کر پھینک دے کہ مسلمان ہندوستان میں باہر سے آئے ہوئے ہیں اور یہاں کوئی حکیت نہیں ہے۔ کیا انھوں نے کبھی بی جے پی کو جو ان کے اقتدار کی بنیاد ہے یہ درس دیا ہے کہ وہ اپنے ایجنڈے سے ان موضوعات کو نکال باہر کرے جن سے مذہبی اقلیتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ابھی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اسرائیلی و فلسطینی لیڈروں کے درمیان کیمپ ڈیوڈ گفتگو کی ناکامی

مشرق وسطی پر خطرات کے بادل

[illegible]

ایودھیا میں جس عمارت کو منہدم کیا گیا ہے

وہ بھی بابری مسجد تھی

بابری مسجد کے حق ملکیت کے مقدمہ میں ماہر آثار قدیمہ پروفیسر چندر بھان کا بیان

[illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بنگارو لکشمن کا انتخاب۔ ایک سیاسی مصلحت؟

جب سے بی جے پی کی صدارت پر ایک دلت رہنما مسٹر بنگارو لکشمن کو بٹھایا گیا ہے اس وقت سے ہی بی جے پی کے منووادی لیڈر برابر یہ ڈھنڈورہ پیٹنے میں لگے ہوئے ہیں کہ بی جے پی میں ذات پات کی کوئی سیاست نہیں ہے حالانکہ مرحوم جن سنگھ اور اس کی کوکھ سے جنم لینے والی بی جے پی کی تاریخ میں کسی دلت لیڈر کا عہدۂ صدارت پر متمکن ہونا قطعی پہلی مثال ہے تاہم عوام بالخصوص دلتوں اور پسماندہ طبقات کو گمراہ کرنے اور اپنے آپ کو ان کا ہمدرد خواہ ثابت کرنے کے لیے آر ایس ایس کی یہ محض ایک سیاسی چال ہے بنگارو لکشمن جو آندھرا پردیش سے تعلق رکھتے ہیں سنگھی حلقوں میں ان سے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ دلت ہونے کے باوجود ان کی سوچ منووادی ہے اور وہ آر ایس ایس سے اس وقت سے وابستہ ہیں جب ان کی عمر محض بارہ برس تھی۔ انھوں نے کم سنی میں آر ایس ایس کی شاکھاؤں میں شمولیت اور پھر ایک طویل عرصہ تک سنگھ کی تربیت کے ماحول سے گذرنے کے بعد دلت دلت آخر کیسے رہ سکتا ہے وہ اپنی ذات کے لحاظ سے تو دلت کہا جاسکتا ہے اپنی فکر اور سوچ کے لحاظ سے وہ منووادی ہی ہوتا ہے۔

کسی دلت کو صدر بنانے کے پیچھے بی جے پی اور سنگھ کی ایک گہری چال اور منصوبہ بندی ہے بی جے پی میں اس وقت دو گروپ کام کر رہے ہیں ایک طرف اٹل بہاری باجپئی اور ان کا گروپ ہے جس پر آر ایس ایس کو کوئی بھروسہ نہیں ہے اور خواہ وہ گورو دکشنا کی تقریب میں شریک ہو کر سنگھ کو اپنی وفاداری کا کتنا ہی یقین کیوں نہ دلائیں سنگھ کے لیے وہ قابل بھروسہ نہیں ہو سکتے۔ دوسرا گروپ ایل کے اڈوانی اور ان کے ساتھیوں کا ہے جن پر آر ایس ایس کو مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ باجپئی جی کی خواہش تھی کہ سابق پارٹی صدر کشابھاؤ ٹھاکرے کو ہی دوبارہ صدر منتخب کر لیا جائے اس لیے کہ وہ باجپئی جی کے لیے ہمیشہ ہی نرم چارہ ثابت ہوتے ہیں اور جب کبھی پارٹی میں باجپئی حکومت کے لیے بغاوت کی کوئی آواز اٹھی ہے انھوں نے ڈسپلن کے نام پر آگے بڑھ کر اس آواز کو دبا دیا ہے اسی طرح جب جب آر ایس ایس میں باجپئی کے خلاف علم بلند ہوا ہے انھوں نے پیشقدمی کر کے خود ہی سنگھ کے لیڈروں اور باجپئی جی کے درمیان صلح صفائی کرادی ہے۔ اس لیے باجپئی جی چاہتے تھے کہ ٹھاکرے کے ان احسانات کا بدلہ ان کے عہدۂ صدارت میں توسیع کر کے ادا کر دیں مگر اس پر اڈوانی جی راضی ہوئے اور نہ ہی اسے سنگھ نے پسند کیا۔ اڈوانی اور سنگھ کی پسند تو بی جے پی کی صدارت کے لیے سشما سوراج اور جنا کرشنا مورتی تھے جن کی باجپئی جی سے قربت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ان دونوں کے خلاف باجپئی جی اڑ گئے اور بالآخر ایک ایسے شخص کو ڈھونڈ نکالا گیا جو اس آزمائش کی گھڑی میں ہر ایک کی عزت رکھ سکے اس طرح قرعۂ فال بنگارو لکشمن کے نام نکلا۔ بنگارو جی ایک طرف تو سنگھ کے زبردست حامی ہیں اور دوسری طرف انہیں باجپئی جی کا اعتماد بھی حاصل ہے۔ لیکن اڈوانی جی ترپ کا پتہ یہاں بھی مار گئے اور انھوں نے صدر کی توثیق اور حلف برداری کے لیے بلائی جانے والی مجلس عاملہ کی پہلی میٹنگ آر ایس ایس کے ہیڈ کوارٹر ناگپور رکھوانے میں بہر حال کامیابی حاصل کرلی جو نادم تحریر جاری ہے اور جس میں ہندوؤں کے مفادات کے تحفظ کا عہد کرنے کے ساتھ ہی بنگارو لکشمن نے بی جے پی کی صدارت سنبھال لی ہے۔

بی جے پی اور اس کے بڑے لیڈر خاص طور پر اٹل بہاری باجپئی جیسے لوگ اب تک یہ کہتے

جواہر القرآن

سورۂ توبہ: ۔۔۔ ۹

ترجمہ آیات: ۔۔۔ ۵۷-۵۹ حضرت شیخ الہندؒ

- اور اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر گھسانے کو جگہ تو الٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں تڑاتے (ف۱)
- اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں خیرات بانٹنے میں سو اگر ان کو ملے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے تو جبھی ناخوش ہو جائیں (ف۲)
- اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اسی پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہم کو تو اللہ ہی چاہیے (ف۳)

فوائد: ۔۔۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

ف۱ [illegible]

ف۲ یعنی بعض منافقین اور بعض اعراب [illegible]

انوار احادیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قیامت کے دن آدمی کے قدم اپنی جگہ سے ہل نہیں پائیں گے جب تک کہ اس سے پانچ سوال نہ کر لیے جائیں (۱) عمر کہاں لگائی (۲) جوانی کہاں گنوائی (۳) مال کہاں سے کمایا (۴) مال کہاں لگایا (۵) دین کے علم پر کہاں تک عمل کیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

[illegible]

جموں و کشمیر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے یہی اس کا حل ہے

مشہور آئی پی ایس افسر اور بلیو اسٹار کے ہیرو ببلیر سنگھ بیدی کا ایک چونکا دینے والا انٹرویو

[illegible]

آر ایس ایس سے ناراضگی دور کرنے کیلئے باجپئی کی گردکشنا

[illegible]

میں کسی فرد کا نہیں بلکہ پارٹی کا وفادار ہوں

بی جے پی کے نو منتخب صدر بنگارو لکشمن کا انٹرویو

[illegible]

صفحۂ روزگار

معاشی نرم روی کے اس دور میں

روزگار کیلئے ہوائی شعبہ کی اہمیت کافی بڑھ گئی ہے

معاشی نرمی کے اس دور میں ہوابازی کے شعبہ کی اہمیت پہلے کے مقابلہ خاصی بڑھ گئی ہے۔ اس میدان میں انڈین ایئرلائنز کے علاوہ بہت سی ملکی اور غیر ملکی فضائی کمپنیوں کے داخلے سے روزگار کے امکان میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ ایئر ہوسٹس سے ڈرائیور تک پیشہ ور لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن پائلٹ کا کام کافی ذمہ داری والا ہوتا ہے۔ ایک پائلٹ کے پاس جانکاری کے علاوہ صحت، عقل، تحمل، دماغی صحت، فوری فیصلہ لینے کی صلاحیت اور خود اعتمادی جیسے اوصاف کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ بلاشبہ پائلٹ کا کیریئر ایک بہترین کیریئر ہے جو ملک اور بیرون ملک میں روزگار کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

اس پرکشش کیریئر میں داخلہ کے لیے عمر ۱۶ سے ۲۳ سال کے درمیان اور حساب اور فزکس میں بارہویں (10+2) کلاس پاس کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ٹریننگ کرنے والے کا غیر شادی شدہ ہونا چاہیے۔ پائلٹ سے متعلق کورس اور لائسنس کے لیے تین مرحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسٹوڈنٹ پرائیویٹ لائسنس (ایس پی ایل)، پرائیویٹ پائلٹ لائسنس (پی پی ایل) اور کمرشیل پائلٹ لائسنس (سی پی ایل)۔ کسی طرح کے لائسنسوں کے لیے عمر اور قابلیت ایک ہی ہے۔

پائلٹ بننے کی خواہش رکھنے والے امیدوار کو سب سے پہلے ملک کے کسی بھی فلائنگ کلب میں رجسٹریشن کرانا پڑتا ہے۔ فلائنگ کلبوں کی جانب سے اسٹوڈنٹ پائلٹ لائسنس (ایس پی ایل) کورس میں داخلہ کے لیے تحریری اور زبانی امتحان رکھا جاتا ہے۔ اس امتحان میں ہوائی کنٹرول، پرواز، موسم سائنس، طیارہ چلانے اور انجن سے متعلق سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ تحریری اور زبانی امتحان میں پاس ہونے والے امیدواروں کو ڈاکٹری جانچ سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس میں فزیکل فٹنس کی سند حاصل کرنے والے کو ہی اسٹوڈنٹ پائلٹ لائسنس دیا جاتا ہے۔ ایس پی ایل کورس دو سال کا ہوتا ہے اور ٹریننگ کا سارا خرچ کیڈٹ کو اٹھانا پڑتا ہے۔

اسٹوڈنٹ لائسنس حاصل کرنے والے امیدوار کو ہی پرائیویٹ پائلٹ لائسنس کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اس میں (10+2) اس کے مساوی امتحان پاس کرنے والے ۲۳ سال کے ہندوستانی شہری جو ایس پی ایل حاصل کر چکے ہیں، پرائیویٹ پائلٹ لائسنس کے حقدار ہیں۔ اس کے تحت امیدواروں کو پرواز سے متعلق مختلف اصولوں اور عملی پہلوؤں کی جانکاری دی جاتی ہے۔ اس کورس کے تحت ساٹھ گھنٹے کی اڑان کے بعد عملی جانچ کی جاتی ہے۔ اس میں کامیاب ہونے کے بعد پرائیویٹ لائسنس (پی پی ایل) دیا جاتا ہے۔

پائلٹ بننے کے لیے سب سے اہم اور ضروری ہے کمرشیل پائلٹ لائسنس (سی پی ایل)۔ کمرشیل پائلٹ لائسنس میں داخلہ کے لیے امیدوار کو تحریری امتحان اور انٹرویو دینا پڑتا ہے۔ حتمی طور پر انتخاب امتحان اور انٹرویو میں حاصل کیے گئے کل نمبروں کی بنیاد پر میرٹ لسٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ۱۸ سے ۲۳ سال کے پرائیویٹ پائلٹ لائسنس رکھنے والے امیدوار سی پی ایل کے داخلہ کے امتحان میں شامل ہو سکتے ہیں۔ تربیت کے اس آخری دور میں طیارہ چلانے، دیکھ بھال کرنے اور طیارہ پر کنٹرول کی تربیت دی جاتی ہے۔ سی پی ایل حاصل کرنے کے لیے امیدوار کو کل ۲۵۰ گھنٹے کی پرواز کا تجربہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پی پی ایل حاصل کرنے کے عمل کے دوران ساٹھ گھنٹے کی اڑان پوری کر چکا ہوتا ہے۔ اس طرح اسے سی پی ایل کے لیے ایک سو نوے گھنٹے کی اڑان پوری کرنے ہوتی ہے۔

اس مدت میں ۱۰۰ گھنٹے کے لیے ۲۵ گھنٹے کراس کنٹری، دس گھنٹے کمانڈ انسٹرومنٹ اور ۵ گھنٹے کی رات کی اڑان کا تجربہ شامل ہے۔

عام طور پر ایس پی ایل، پی پی ایل اور سی پی ایل حاصل کرنے میں ۳ سے ۵ سال کا وقت لگتا ہے اور یہ سبھی لائسنس وزارت شہری ہوابازی کی جانب سے دیے جاتے ہیں۔ اس سے متعلق امتحانات ڈائرکٹوریٹ شہری ہوابازی کی جانب سے لیے جاتے ہیں۔

جہاں تک روزگار کا سوال ہے کمرشیل پائلٹ لائسنس (سی پی ایل) رکھنے والوں کو روزگار کے مواقع کی کوئی کمی نہیں ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری ایئر لائنوں کے درمیان بڑھتے ہوئے مقابلے کی وجہ سے پائلٹوں کی تنخواہ اور بھتوں میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ مختلف ایئر لائنیں اپنے پائلٹوں کو پچاس ہزار روپیہ سے بھی زیادہ تنخواہ دینے پر تیار رہتی ہیں تاکہ وہ پوری لگن اور صلاحیت کے ساتھ اپنا کام کر سکیں۔ ایئر لائنوں میں نوکری اور بینک میں بھی اچھے مواقع ہوتے ہیں۔

ملک بھر میں دو درجن سے بھی زیادہ فلائنگ کلب قائم ہیں۔ ٹریننگ کے لیے فلائنگ کلبوں کے پتے مندرجہ ذیل ہیں:

1. دلی فلائنگ کلب، صفدر جنگ ایئرپورٹ، نئی دہلی
2. اندرا گاندھی راشٹریہ اڑان اکیڈمی، فرست گنج ایئر فیلڈ، رائے بریلی ۲۲۹۳۰۲ (یوپی)
3. اترپردیش فلائنگ کلب، لکھنؤ ایئرپورٹ، لکھنؤ (یوپی)
4. امرتسر ایوی ایشن کلب، امرتسر (پنجاب)
5. ہندوستانی فلائنگ کلب، جالندھر چھاؤنی (پنجاب)
6. بہار فلائنگ انسٹی ٹیوٹ، سول ایئرپورٹ، پٹنہ (بہار)
7. جمشید پور فلائنگ کلب، سونری ایئرپورٹ، جمشید پور (بہار)
8. مدھیہ پردیش ایوی ایشن کلب، تھیٹر روڈ، گوالیار (ایم پی)
9. گجرات ایوی ایشن کلب، ۔۔۔، ۔۔۔ (گجرات)
10. مدھیہ پردیش فلائنگ کلب، سول ایئرپورٹ، اندور (ایم پی)
11. بمبئی فلائنگ کلب، جوہو ایئرپورٹ، بمبئی
12. گورنمنٹ فلائنگ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، بیہالا کلکتہ ۷۰۰۰۶۰
13. لدھیانہ ایوی ایشن کلب، سول ایئرپورٹ، لدھیانہ (پنجاب)
14. آسام فلائنگ کلب، گوہاٹی ایئرپورٹ، گوہاٹی ۷۸۱۰۰۰ (آسام)
15. گورنمنٹ ایوی ایشن ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، سول ایئرپورٹ، بھوبنیشور (اڑیسہ)

کیا مجرموں کو سزا نہیں ملنی چاہیے؟

معروف کالم نویس جناب وی گنگادھر کی تحریر

کیا جن لوگوں نے ماضی میں کوئی جرم کیا ہے اس کی سزا ان کو نہیں ملنی چاہیے؟ یہ ایک سوال ہے جس کے جواب کا ایک غیر جانبدار اور ملک کے ہر شہری کو انتظار ہے۔

ساری دنیا میں پولیس کا یہ طریقہ ہے کہ اگر اس کو کوئی نئی شہادت ملتی ہے تو وہ قتل کے معاملوں پر دوبارہ سماعت بھی کرتی ہے، کھول لیتی ہے لیکن ہندوستان میں بدقسمتی سے عوام کی یادداشت کافی کمزور واقع ہوئی ہے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جب ہمیں فائدہ نظر آتا ہے تو ہم ماضی کی طرف لوٹ جاتے ہیں جبکہ دوسرے معاملات کو ہم بھول جاتے ہیں۔ ہمارا کن بڑھتی ہوئی سیاسی پارٹیاں یا لیڈروں کے لیے زحمت کا سبب بن سکتے ہیں۔

ہندو قوم پرست طاقتیں اور میڈیا میں پیچھے بیٹھے ان کے وکیل اس سلسلہ میں سب سے آگے ہیں۔ کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرتا ہے جب یہ لوگ صدیوں پہلے کے نام نہاد مسلم حملہ آوروں کے فرضی مظالم کا ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ نہ کرتے ہوں کہ اس کا بدلہ ہندو ہمیں کے موجودہ مسلمانوں سے لیا جائے۔ ہمیں اکثر یہ بات یاد دلائی جاتی ہے کہ کس طرح سومناتھ کو لوٹا گیا اور ہندوؤں کے مندروں اور مقدس جگہوں کو توڑا گیا۔

یہ سب کچھ منظم طور پر کیا جا رہا ہے بلکہ ان سازشوں کے حق میں کوئی مستند تاریخی حوالہ بھی موجود نہیں ہے۔ ہندو قوم کے آج کے علمبرداروں کی یہ زبردست خواہش ہے کہ ہندوستانی تاریخ جلد سے جلد مسخ کر کے یہ ثابت کیا جائے کہ کس طرح مسلم حملہ آور جنگلی اور غیر مہذب تھے جو ہندوستان میں صرف ہندوؤں کو تباہ کرنے کے لیے آئے تھے۔ حالانکہ معاملات صدیوں پرانے ہیں لیکن ہندوؤں کے علمبردار پھر بھی یہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے ان کو دہراتے ہیں کوئی برائی نہیں سمجھتے۔ بابری مسجد کو مسمار کرنے کے لیے ان لوگوں نے کیسے کیسے قصے گھڑے یہ سب کو معلوم ہے۔

اگر یہ لوگ ماضی کو کریدنے کے خلاف یہ مطالبہ اٹھاتے ہیں کہ اس لیے خلاف ہیں کہ یہ سات سال پرانا ہے تو پھر کیا یہ درست ہے کہ ملک کو مستقبل میں سو شوشے دے؟ لیکن میں جو ماضی کو جانچ کر سات سال پرانے بتاتے ہیں، دہلی اور ملک کے دوسرے حصوں میں سکھوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس نے پورے ہندوستانی کا سر شرم سے جھکا دیا تھا۔ اس سلسلے میں بہت سے تحقیقاتی کمیشن بیٹھے اور یہ موضوع ابھی بھی زندہ ہے اور اب ایک اور جانچ کمیشن کے قیام کی بات ہو رہی ہے جس کو سکھ مخالف کانگریس اور اپنے قاتلوں کو پکڑنا ہے۔

چونکہ سکھ ایک طاقتور اور پرجوش فرقہ ہے اس لیے یہ موضوع مرکزی سیاست کا بہت سے لوگوں نے سکھوں کے خلاف کارروائی کی یہ کہ گرفتاری کی گئی ہے۔ سات سال پرانا ہے۔ ۔۔۔ سکھوں کے قتل اور اس کے بعد ہونے والے سکھ مخالف فسادات کے متعلق سے نہیں چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں جو معیار ہندوؤں اور سکھوں کے لیے اپنایا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے لیے نہیں اپنایا جاتا۔ مسلمانوں کے خلاف کیے گئے مظالم کو ہم آسانی کے ساتھ بھول جاتے ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد سب سے بڑے فرقہ وارانہ فسادات ۱۹۸۴ء کے ہندو سکھ فسادات نہیں تھے بلکہ وہ فسادات تھے جنہوں نے ۱۹۶۹ء میں احمد آباد اور گجرات کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور جن میں سرکاری رپورٹ کے مطابق پانچ ہزار لوگ مارے گئے تھے جبکہ حقیقت میں ان کی تعداد اس سے دوگنی تھی۔ یہ فسادات مرکز میں کانگریس اور گجرات میں مرارجی ڈیسائی کی حامی حکومت کے درمیان ایک سیاسی موضوع بن گیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ مسلمان چونکہ اندرا گاندھی کی حمایت کر رہے ہیں اس لیے ان کو سبق سکھانا ضروری ہے۔

بدقسمتی ہے کہ کسی نے بھی احمد آباد کے اس جانکاہ فساد کو یاد نہیں کیا۔ اگر لوگ صدیوں پرانے مغلوں کے مظالم کو یا ۱۹۸۴ء کے سکھ مخالف فسادات کو یاد رکھ سکتے ہیں تو وہ کیسے ۱۹۶۹ء کے اس خون خرابہ کو بھول سکتے ہیں۔ اس فساد کے صرف ایک ہی دفعہ میں ایک سو میں سلسلہ جو ایک جھونپڑے کے اندر تھے میں جل گئے تھے ان کو جلتا ہوا ۔۔۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

عالم اسلام

بنگلہ دیش میں ہڑتال

ڈھاکہ۔ حزب اختلاف کے فیصلے پر سات گھنٹے کے بنگلہ دیش بند کے بعد جس کے دوران کم سے کم دو افراد ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے۔ سہ پہر کے وقت پورے ملک میں دفاتر اور بازار بند ہو گئے۔ ڈھاکہ میں ایک بس کے پیچھے آگ اور خواتین ہلاک ہو گئیں۔ اپوزیشن شیخ حسینہ کی حکومت کو گرانے کے لیے ۴۰ ہڑتالیں کر چکی ہے۔ گزشتہ ہڑتال ۲۳ جون کو ہوئی تھی۔

انور ابراہیم کو ۹ سال کی سزا

کوالالمپور۔ ملیشیا کے سابق نائب وزیر اعظم اور وزیر خزانہ انور ابراہیم کو ایک عدالت نے اغلام بازی کے مقدمہ میں مجرم گردانتے ہوئے ۹ سال قید کی سزا دی ہے۔ ہائی کورٹ کے جج عارفین جاکا نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ ۵۲ سالہ انور اور ان کا منہ بولا بھائی ۶ سال تک سکھ ... اس کیس میں مجرم پائے گئے ہیں۔

فوج اور اسلام پسندوں کے درمیان لڑائی

دوشنبہ۔ وسطی ایشیائی جمہوریہ تاجکستان نے فوجی یونٹ اور اسلام پسندوں کے درمیان لڑائی شروع ہو جانے کے بعد اپنی سرحدی فورس کو مکمل طور پر چوکس کر دیا ہے۔ تاجکستان سرحدی فورس کے ڈپٹی چیف سعید علی سیف اللہ نے بتایا کہ تاجکستان سے اسلام پسندوں کا گروپ ازبکستان کے علاقے میں داخل نہیں ہوا ہے جیسا کہ دعویٰ کیا گیا ہے۔

بیت المقدس فلسطین کے حوالے کیا جائے

واشنگٹن۔ سعودی عرب نے کہا ہے کہ مشرق وسطی میں قیام امن کا واحد طریقہ یہ ہے کہ مقدس بیت المقدس کو فلسطین کے حوالے کر دیا جائے۔ امریکی جنرل زینی کے ساتھ ایک ملاقات میں سعودی عہدیداروں نے کہا کہ اسرائیل ان تمام علاقوں سے واپس چلا جائے جس پر اس نے ۱۹۶۷ میں قبضہ کیا تھا۔

ایران قیدیوں کو ریڈ کراس کے حوالے کرے گا

تہران۔ ایران عراق جنگی قیدیوں کو رہا کرنے والا ہے۔ وہ جلد ہی ان کو ریڈ کراس کے حوالے کرے گا۔ ایرانی خبر رساں ایجنسی نے بتایا کہ ایران کے جنگی قیدیوں سے متعلق کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ وہ عنقریب ۵۰۰ عراقی جنگی قیدیوں کو انسانی بنیاد پر رہا کر دے گا۔

صندل اور ہاتھی دانت کے اسمگلر ویرپن کے ہاتھوں

کنڑ فلم اسٹار را...

چاول کی طرح یا صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنی بھلائی، شرافت یا مجبوری کی وجہ سے اس کو تسلیم کر لیتے ہیں ورنہ ہماری جمہوریت میں ایک ایسا نظام بنتا جا رہا ہے جس کو چلانے میں عام آدمی کا کوئی رول نہیں رہ گیا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جو یا تو سیاست دانوں کا ہے اور یا جرائم پیشہ افراد اور گروہوں کا جسے جرائم پیشہ افراد کے ذریعہ چلایا جا رہا ہے اور جہاں انصاف اور عام لوگ بھی پیش جانے کی بجائے شکار بن جاتے ہیں اور قانون توڑنے والوں کو ہی قانون بنانے کی عزت وبرتری سونپ دی جاتی ہے۔ اندھیر نگری چوپٹ راجہ والی اس صورت حال میں ساری بھینسیں وہی ہانک کر لے جا رہا ہے جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے۔ جرم اور سیاست کے درمیان ابھی تک چولی دامن کا ساتھ تھا لیکن اب تو یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کون کہاں ختم ہوتی ہے اور دوسری کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ جرم اور سیاست کے درمیان ایسا گٹھ جوڑ پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

... بدلنے کی سب سے بڑی مثال کو قصوں کے جانے پہچانے ولاہ ... کے اغوا کی شکل میں سامنے آئی ہے۔ اغوا کار بدنام زمانہ ڈاکو ویرپن ہے جس کو چندن اور ہاتھی دانت کی اسمگلنگ کے بے تاج بادشاہ کے روپ میں جانا جاتا ہے۔ اس نے اب تک ... سو سے زائد لوگوں کو قتل کیا ہے جس میں بہت سے جنگلات کے افسران، پولیس افسران اور پولیس کے مخبر شامل ہیں۔



صندل کی لکڑیوں اور ہاتھی دانت کا بدنام زمانہ اسمگلر ویرپن آج بھی نہ صرف آزاد ہے بلکہ ...

گزشتہ دو دہائیوں سے کرناٹک اور تمل ناڈو کی پولیس کو اس کی تلاش ہے۔

...ج کمار کا اغوا

...نکر جوں کی سرپرستی کرنا اور ایسے لوگوں کے ...ق میں بیان دینا ہے۔ سیاست میں تحریک دہلی

...یے والی بھارتیہ جنتا پارٹی نے تو اپنے سیاسی ...زام کی تکمیل کے لیے بہت سارے مافیا ...غنڈوں اور جرائم پیشہ لوگوں کو وزیر بنا دیا ...جے پی کی جیپ کا بیٹا اس کی مثال ہے۔ ایسے ...ں قانون کی حکمرانی اور اس کی بات کرنا ...ب خواب دیکھنے کے برابر ہے۔ سماجوادی ...رٹی کے ملائم سنگھ یادو کا بھی جرائم پیشہ ...وں سے کوئی پرہیز نہیں ہے بلکہ آجکل تو

...ں پر جتنے قتل، زنا بالجبر، جبری قبضوں کے ...ئات ہیں ان کی سیاسی شخصیت اتنی ہی بلند ...و جاتی ہے۔

گذشتہ دنوں لوک سبھا میں کانگریس ...یں اور ملائم سنگھ کے درمیان زبردست

دلچسپ جھونک ہوئی۔ کانگریسی ایم پی امرنا تھ تیرتھ یاتریوں کے قتل عام اور جموں کشمیر کی صورت حال کا موضوع اٹھانا چاہتے تھے لیکن سماجوادی پارٹی کے صدر اور رام منوہر لوہیا کے شاگرد کو اس سے زیادہ اہم موضوع ساکشی مہاراج کا نظر آرہا تھا۔ ساکشی مہاراج کی قسم کے سادھو ہیں۔ ان کے کئی آشرم ہیں۔ ان سب پر زبردستی زمین پر قبضہ کے معاملات چل رہے ہیں۔ قتل کے معاملے میں بھی ان پر الزامات لگے ہیں۔ ساکشی مہاراج کے خلاف دیگر کئی معاملوں پر بھی بحثیں شروع ہو چکی ہیں۔ دراصل انہیں کی ایک شاگردہ جس کا تعارف دہلی ٹیچر کے روپ میں کرایا گیا تھا وہ ساکشی مہاراج پر زنا بالجبر کرنے اور کروانے کا الزام لگا رہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ الزام لگانے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے سچ بھی

مان لیا جائے، لیکن ایسی حالت میں قانون کو اپنا کام کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ بہت سے لیڈر قانون کو یہ آزادی نہیں دینا چاہتے۔ وہ اس کے پیچھے سیاست دیکھ بھی رہے ہیں اور

سیاست کر بھی رہے ہیں۔ ملائم سنگھ یادو کا ماننا ہے کہ ساکشی مہاراج اب سماجوادی پارٹی میں ہیں اس لیے ان کو سیاسی طور پر ستایا جا رہا ہے۔ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ساکشی

مہاراج بی جے پی میں بنے رہتے تو کیا ان کا پکڑ نہیں کیا جاتا۔ قانون اور اس کو نافذ کرنے والی ایجنسیاں وقت کے اشاروں پر ناچ رہی ہیں۔ قانون کی طاقت اور اس کی حکومت صرف سیاست کی کتاب کی اصطلاح بن کر رہ گئے ہیں۔ عام شہری بدحواس ادھر سے ادھر بھاگ رہا ہے۔

کیا قانون کی حکمرانی صرف شریف لوگوں کے لئے ہے

گذشتہ دنوں دہلی میں غیر قانونی کالونیوں کو ریگولرائز کیا گیا۔ یہ کام حکومت کی جانب سے نہیں بلکہ بی جے پی کی مرکزی حکومت کی جانب سے کی گئی ہیں۔ حکومت نے ایک شرط لگائی کہ غیر قانونی مکان بنانے والوں کو زمین کی قیمت اور اس کا دس فیصدی جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ اب اس کے خلاف بی جے پی کے ہی کئی جانے پہچانے لیڈروں نے مہم چھیڑ دی

ہے۔ ان کی شکایت ہے کہ اس سے لوگوں پر بہت بوجھ پڑ جائے گا۔ زیادہ تر غیر قانونی کالونیاں سرکاری زمین پر قبضہ کرکے بنائی گئی تھیں۔ یہ صرف ایک غلط فہمی ہے کہ ان میں بہت غریب لوگ رہتے ہیں۔ ان غیر قانونی کالونیوں میں سینک فارم اور اسنت رام داس کالونی جیسی بستیاں بھی شامل ہیں۔ ان کے مالکوں میں لیڈر، صحافی، کاروباری، صنعت کار افسران، ڈاکٹر، وکیل اور انجینیر یہاں تک کہ وزیر بھی سبھی طرح کے لوگ شامل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شہری قانون کا احترام کرے۔ زمین کو باقاعدہ جانچ پڑتال کرنے کے بعد بازار بھاؤ پر خریدے اور پھر تعمیر سے متعلق قوانین پر عمل کرتے ہوئے مکان بنوائے۔ اس جیسا احمق اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ عقلمند لوگ سرکاری زمین پر قبضہ کرکے مکان بنا لیتے ہیں اور قانون ان کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ یوپی میں تو اور بھی زیادہ سہولت ہے۔ اگر آپ ایم ایل اے یا ایم پی ہیں تو آپ کسی بھی سرکاری مکان کو اپنے نام الاٹ کرا سکتے ہیں۔

غریب کسان کے اوپر اگر چند ہزار روپیہ بھی باقی رہ جائیں تو اس کا گھر بار قرق ہو جاتا ہے۔ آندھرا پردیش میں سیکڑوں کسان اس لیے خودکشی کر چکے ہیں کیونکہ زرعی کاموں کے لیے بینکوں سے یا سرکاری کمپنیوں سے لیا گیا۔ تین پینتیس ہزار روپیہ کا قرضہ وہ ادا کرنے سے قاصر تھے لیکن بڑے بڑے صنعتی گھرانوں اور کمپنیوں پر بینکوں کا اربوں کروڑ روپیہ باقی ہے۔ اس رقم کو بٹے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے اور وصولی کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی۔ انفلاح جیسی بہت سی غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیاں لوگوں کی خون پسینہ کی پونجی ہڑپ کر فرار ہو گئی ہیں لیکن کیا قانون نے کچھ کام کیا؟ نہیں، اس لیے یہ حیرت کی بات نہیں کہ آج کے نوجوان کا آئیڈیل بدمعاش بنتا ہے۔ □□

...ے کرناٹک اور تاملناڈ کے سیاستدانوں ...تھ گہرے دوستانہ تعلقات ہیں؟

...کہ اس نے بعض سیاسی لیڈروں کی مدد ...کی ہے خاص طور پر الیکشن کے دوران۔ ...ی حلقوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ...۱۹۸ کے عشرے میں اس نے کرناٹک کے ...ر کے بھائی ایم ایل اے مسٹر راجو گوڑا اور دی ...ک کے ایم ایل اے مسٹر ناگپا منتو کے ...اس سے گہرے تعلقات تھے۔ بتایا جاتا ...ن تعلقات کا اس کو فائدہ بھی پہنچا ...۱۹۸۶ء میں جنگلات کے ایک گارڈ ...تل کے سلسلہ میں جب اس کے بھائیوں ...فتاری عمل میں آئی تھی تو بعض سیاستدان ...مدد کو آگئے تھے اور ان کی مداخلت کی ...سے اس کے بھائیوں کو رہا کر دیا گیا تھا۔ ...لے ہی دو پولیس کی حراست میں بھی موجود ...اس کا ایک ثبوت یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ...میں جنگلور پولیس نے اسے گرفتار کر لیا ...اس وقت ویرپن اتنا خوفناک مجرم نہیں تھا

کر وہ پولیس کی گرفت سے آزاد ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب بنگلور میں سارک سربراہ کانفرنس ہونے والی تھی اور اس کے حفاظتی انتظامات کو پختہ بنانے کے لیے پولیس جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی اسی دوران اس کی گرفتاری عمل میں آئی تھی مگر کہا جاتا ہے کہ پولیس کی لاپرواہی کی وجہ سے وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر

بعض رپورٹوں کے مطابق پولیس نے جان بوجھ کر ڈھیل دی تھی تاکہ وہ پولیس کی گرفت سے آزاد ہونے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے محکمہ جنگلات کے حکام کے ساتھ بھی "اچھے" تعلقات تھے۔ انہی "خوشگوار" تعلقات کی بدولت وہ صندل کی لکڑیوں کی غیر قانونی تجارت کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ایک بات

یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ سماج کے جس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اس میں کافی مقبول ہے اور تمل ناڈو اور کرناٹک کے ان بعض اسمبلی حلقوں میں اس طبقہ کی اکثریت ہے۔ چند اور لوگوں کی سیاست کا بھی اسے خوب خوب فائدہ پہنچا ہے۔ اس نے ان علاقوں کے امیدواروں کی مالی مدد بھی کی ہے بلکہ اس نے بعض امیدواروں کے حق میں انتخابی مہم بھی چلائی ہے۔

۱۹۹۰ء تک وہ ایک خطرہ نہیں مانا جاتا تھا کیونکہ سیاستدانوں اور سرکاری ملازمین کے ساتھ اس کے روابط ٹھیک ٹھاک تھے۔ ۱۹۹۰ء کے بعد جب اس نے جارحانہ انداز اختیار کیا اور سرکاری ملازمین بالخصوص محکمہ جنگلات کے افسروں پر حملہ کا سلسلہ شروع کیا تب دونوں ریاستوں کی حکومتوں نے اس کا نوٹس لیا۔ اس

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

عالمی خبریں

دس اور سیاروں کی تحقیق

لندن۔ نظام شمسی کے آس پاس کے ستاروں کے بعد معلوم شدہ سیاروں کی تعداد پچاس تک پہنچ جائے گی۔ گذشتہ پانچ سال کے دوران اس طرح کے ۴۰ سیاروں کا پتہ لگایا جا چکا تھا۔

آنسو صحت کا حال بتا سکتے ہیں

کینبرا۔ آنکھوں سے بہنے والے آنسو صرف دل کے حال کا ہی اظہار نہیں کرتے بلکہ صحت کا حال بھی بتا سکتے ہیں۔ آسٹریلیا کے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ آنسوؤں میں پائے جانے والے ایلبی پی پروٹین سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ وہ سرطان کے مریض ہیں یا نہیں۔

ایٹمی فضلہ سے دور ہو سکتا ہے کینسر

لوک ریچ۔ ایٹمی فضلے سے بنا ایک چھوٹا سا تابکار ہر کینسر کے مریض کے جسم میں داخل ہو گا اور براہ راست کینسر کے خلیہ کو نشانہ بنائے گا اور کینسر کے اس پھوڑے کو جڑ سے ختم کر دے گا۔ اس صورت میں آپریشن کی کوئی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

زندہ دفن کر دیا تھا

سول۔ پاکی لیڈر جارج اسیت نے اپنے اوپر لگے سبھی الزامات سے انکار کر دیا ہے۔ ان کو اور ان کے بارہ ساتھیوں کو عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ ان کو غیر قانونی ہتھیار رکھنے، ملک سے غداری کرنے اور اپنے ایک ساتھی کو پارلیمنٹ کے اندر زندہ دفن کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔

۷۵ لاکھ بچے تعلیم سے محروم

سان ہوزے۔ وسطی امریکہ کے تقریباً ۷۵ لاکھ بچے تفریح اور تعلیم کے حق سے محروم ہیں کیونکہ ان کو اپنے خاندانوں کی مالی امداد کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ سول سوسائٹیوں کے گروپوں کے ذریعے رپورٹ دی ہے کہ بڑی تعداد میں بچے خطرناک صنعتی کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مچھلی کی آنکھ لگائی

بیجنگ۔ ۱۹ سال ایک نوجوان اب خود اپنی آنکھوں سے نہیں بلکہ مچھلی کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ چین کے جنوبی شہر ژیجیانگ صوبے کے شوشیانگ کی ایک آنکھ کی پتلی میں انفیکشن ہونے سے اس آنکھ کی روشنی ختم ہونے جا رہی تھی۔ آنکھ کے سرجنوں نے پیوند کاری کے لیے انسانی کارنیا ملنے کا ایک سال انتظار کیا۔ جب یہ نہیں مل سکا تو ایک مچھلی کی آنکھ کا پردہ اس کو لگا دیا گیا۔

صفہ: عہد نبوی کی ایک عظیم الشان علمی درسگاہ

[illegible]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تعلیم و تربیت

[illegible]

حمد باری تعالیٰ

ترا بے شعور بندہ ترا ذکر چاہتا ہے
تری حمد کی بیاں ہو یہ قلم کا مدعا ہے
اے ستانے والی دنیا مجھے کیا سمجھ لیا ہے
مری آہ میں خدا ہے مری سانس میں خدا ہے
ترے علم سے منور ترے نام سے ہے منزل
جو تجھے نہ یاد رکھے وہ [illegible] ہے
ہے بیاں کے ذرے ذرے میں تیری ہی [illegible]
یہ زمیں یہ آسماں سب فقط ایک آئینہ ہے
تو حیات کا بھی مالک تو ہی موت کا بھی مالک
ترے ہاتھ میں قلم ہے ترے ہاتھ میں جو ہے
"ہوں گناہ گار یارب مری بخش دے خطائیں"
ترا اک حقیر بندہ ترے در پہ رو رہا ہے
گھڑی آخری جب آئے پڑھوں کلمۂ شہادت
مری آرزو ہے یارب مری اک یہی دعا ہے
تری راہ سے نہ بھٹکے یہ قدم ترا سوالی
یہ مری بھی گردش ہی میری التجا ہے

اترپردیش

جہاں امن و قانون نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے

[illegible]

کون ہوگا اترانچل کا پہلا وزیر اعلیٰ!

[illegible]

رام مندر، یکساں سول کوڈ اور دفعہ ۳۷۰ چھوڑ دینے سے بی جے پی کمزور ہوئی ہے۔ سدرشن جی کا فرمان

[illegible]

امیر الہند مدظلہ کا دورۂ یورپ و امریکہ

حضرت والا کے تبلیغی دورے کی تفصیل حسب ذیل ہے

دن	تاریخ	مقام

امریکہ دورہ کا پروگرام آئندہ ملاحظہ فرمائیں

مدرسہ خیر المسلمین ڈھوا کے صحن میں جمعیۃ علماء تھانہ بوٹی کی ایک اہم میٹنگ

جلسۂ تعزیت

حادثۂ وفات

بقیہ: اترپردیش ۔۔۔

فارم جمع کرنے کی تاریخوں میں توسیع

تعاون کی اپیل

فرقہ پرستوں کی نفرت انگیز سرگرمیاں ملک کیلئے خطرناک

ناظم تنظیم جمعیۃ علماء ہند مولانا سید محمود مدنی کا بیان

شعبۂ اصلاح معاشرہ جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام

مصطفیٰ آباد میں اصلاح معاشرہ تربیتی کیمپ

بقیہ : ویرپن ص ۷ سے

کے بعد سے اس کو پکڑنے کی کوششیں ہوتی رہیں۔ اس سلسلہ میں خصوصی ٹاسک فورس تک بنائی گئی، لیکن ابھی تک اس کو پکڑا نہیں جا سکا ہے۔ ۱۹۹۷ء میں جب اس نے جنگل کی زندگی سے عوام کو روشناس کرانے کے لیے کام کرنے والے دو فوٹو گرافروں کو گرفتار اور محکمہ جنگلات کے بعض افسروں کو اغوا کیا تو ایک بار پھر اس کو قانون کی گرفت میں لانے کی فکر لاحق ہوئی۔ اس وقت اس خطرہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا موقع بھی ملا تھا۔ مگر کرناٹک اور تمل ناڈو حکومتوں کے باہمی اختلاف نے اسے ضائع کر دیا۔ اس نے پولیس کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی پیشکش کی تھی۔ بشرطیکہ اس کی بعض شرطیں مان لی جائیں، مگر کرناٹک کی حکومت نے ان شرطوں کو ماننے سے صاف انکار کر دیا جبکہ تمل ناڈو کی حکومت اس پر آمادہ ہو گئی تھی۔ ویرپن نے اس صورت حال کا خوب فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ ۱۹۹۸ء میں اس نے ایک پولیس چوکی کو لوٹ لیا۔ تاہم اس وقت حالات اتنے بگڑ چکے تھے کہ حکومت کے لیے اس پر قابو پانا ممکن نہیں رہ گیا تھا۔ اب اس نے ایک ایسی شخصیت پر ہاتھ ڈالا ہے جس کو پورا کرناٹک دیوتا کی حد تک چاہتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے ہی ڈاکٹر راجکمار کے اغوا کی خبر پھیلی بنگلور اور کرناٹک کے دوسرے شہروں میں تشدد بھڑک اٹھا اور اس نے کنڑ اور تمل منافرت کی شکل اختیار کر لی کیونکہ بنگلور میں تمل زبان کے روزناموں کے دفاتر پر حملے ہوئے اور انھیں نذر آتش کر دیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ ویرپن نے فلمی ستارے کی رہائی کے عوض ٹاڈا کے تحت گرفتار کیے جانے والے ۴۰ قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے اس کے خلاف کارروائی بھی اس خوف سے روک دی گئی ہے کہ کہیں فلمی اداکار کی زندگی خطرے میں نہ پڑ جائے اور اب بات چیت کے ذریعہ اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس بار بھی ایک تمل رسالہ "نکھیرن" کے ایڈیٹر مسٹر آر آر گوپال نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ یاد رہے کہ ۱۹۹۷ء میں بھی اس نے جن چند لوگوں کا اغوا کیا تھا ان کی رہائی کے لیے انھی مسٹر آر آر گوپال کو واسطہ بنایا گیا تھا۔ ویرپن کا یہ پورا قصہ بتا رہا ہے کہ یہ سیاستدانوں اور سرکاری ملازمین کے جرائم پیشہ افراد کے ساتھ تعلقات کا شاخسانہ ہے۔ □□

بقیہ : منظر پس منظر ص ۱۲ سے

کے مذہبی معاملات میں مداخلت بند کر دے۔ اور اس کا اعلان کیا گیا تھا کہ سکھ ایک علیحدہ قوم ہے۔ اس کی حیثیت کو ختم کرنے یا مجروح کرنے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی مخالفت کی جائے گی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر بھی ایک قرارداد منظور کی گئی تھی جس میں سکھوں کی علیحدہ شناخت کو برقرار رکھنے کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اکالی دل کی ریاستی حکومت پر الزام عائد کیا گیا تھا کہ وہ آر ایس ایس کے ساتھ خفیہ سازش کر رہی ہے۔

گیانی جوگندر سنگھ کی ہدایت

بعض سکھ لیڈروں نے تو سکھوں کے لیے علیحدہ دستور وغیرہ بنانے کا بھی مطالبہ کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ سکھوں کے رسم و رواج عام ہندوؤں سے بالکل مختلف ہیں۔ اب ایک بار پھر سکھوں کی نمائندہ تنظیموں اور سب سے بڑے مذہبی ادارے کی طرف سے اس کا اعادہ کیا گیا ہے کہ سکھ ایک علیحدہ قوم ہے۔ اس کے نظریات ہندو ازم سے میل نہیں کھاتے بلکہ وہ اس کے بالکل برعکس ہیں۔ جتھیدار گیانی جوگندر سنگھ نے اکالی دل کے عمل میں بھرپور حصہ لے کر اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ قوم ایک علیحدہ قوم ہے۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ بادل سے اپیل کی ہے کہ وہ ماہرین قانون، مورخ اور دیگر سماجی علوم پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دیں جو خود دستوری ترمیمات کا مسودہ تیار کرے۔

اس ہدایت کے پیش نظر بادل حکومت نے ایک چار رکنی دستوری کمیشن تشکیل دیا ہے جو مرکزی حکومت کے قائم کردہ دستوری جائزہ کمیشن کے سامنے سکھوں کو قانونی طور پر درپیش مشکلات، ان کی علیحدہ شناخت اور آئے دن ان کی شناخت پر کیے جانے والے حملوں کے خلاف چوٹی پیش بندیوں کا مطالبہ پیش کرے گا۔ پنجاب کا یہ اکالی کمیشن آر ایس ایس کے اس نظریہ کو بھی دستوری طور پر مسترد کرانے کی کوشش کرے گا کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے۔ اکالی دل اس بات پر مصر ہے کہ سکھ ہندوستان کی ایک اقلیت ہیں اور وہ ہندو دھرم کا حصہ نہیں ہیں۔

بقیہ : کیا کھویا کیا پایا ص ۱ سے

حال ہی میں خود ان کے عہد حکومت میں عیسائیوں پر حملے کیے گئے تو اس پر انھوں نے دہلی جا کر پوپ سے تو معافی مانگ لی مگر اپنے چیلوں کو انھوں نے ایک بار بھی نہیں کہا کہ وہ ان حملوں کو بند کر دیں۔ ہاں اگر کچھ ہوئے تو صرف اتنا کہ تبدیلیٔ مذہب پر قومی بحث کی ضرورت ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قومی بحث کرا کے اس مسئلہ کو قومی حیثیت دے دی جائے اور عیسائیوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کر دی جائے۔

بہر حال ہمارے وزیر اعظم بڑے آدمی ہیں۔ وہ جو بھی کہتے ہیں ٹھیک ہی کہتے ہیں اور اگر وہی باتیں اپنی پارٹی کے لوگوں یا آر ایس ایس کے تنگ دماغوں سے نہیں کہتے تو اس میں بھی ان کی کوئی مصلحت ہی ہوگی۔ ۵۳ ویں جشن آزادی ہم منا چکے ہیں۔ خدا کرے آزادی کا یہ ۵۳ واں برس ہمارے لئے اور ہمارے پورے ملک کے لئے نیک فال ثابت ہو۔ □□

بقیہ : صفہ ص ۸ سے

فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ ہمراہ اور انتہا درجہ شاکر و مسرور تھے۔ جب احادیث و فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کی غرض سے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے تو یہیں ہی ٹھہر گئے۔ اسلامی تاریخ میں ان مقدس شخصیات کو "اصحاب صفہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا یہ بشیر و نذیر کی خانقاہ تھی جس نے عجز اور خلوص و محبت، فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔ اصحاب صفہ ارباب توکل اور اصحاب تحمل کی ایک جماعت تھی جو لیل و نہار تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم پانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتی تھی۔ یہ حضرات اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار پر انوار، کانوں کو آپ کے کلمات قدسیہ اور جسم کو آپ کی صحبت اور معیت کے لیے وقف کر چکے تھے۔ □□

کیا بھول گئے کو

ص ۹ کا بقیہ

نہایت سفاکی سے مارا گیا تھا۔

ہم احمد آباد، بھیونڈی، میرٹھ اور ۱۹۹۳ء کے بمبئی کے فسادات کو کیسے بھول سکتے ہیں۔ کیا ہمیں صرف انھیں کو یاد رکھنا چاہئے جن سے ہمیں سیاسی فائدہ ہوتا ہو۔ کیا ان فسادات کے شکار لوگوں کو انصاف نہیں ملنا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے وقتوں میں ہماری یادداشت صرف سیاسی فائدہ کے واقعات کو ہی یاد نہیں رکھے گی۔ ہمارے دانشوروں کو اب جاگ جانا چاہئے اور اس معاملہ میں فرقہ امتیاز سے اجتناب کرنا چاہئے۔ انصاف حاصل کرنے کا حق سبھی کو ہے۔ گذشتہ سال تمل فرقہ واریت کے زہر میں بجھی ہوئی تقریروں سے بے گناہ لوگ مارے گئے تھے تو یہ ضروری ہے کہ ایسی تقریریں کرنے والوں پر مقدمہ چلایا جائے اور ان کو واقعی سزا دی جائے۔ □□

بقیہ: مشرق وسطیٰ ص ۲ سے

چیت کے دوران زیادہ آگے تک جانے کے لیے تیار نہیں تھے۔

مغربی طاقتوں کا اسرائیل کے تئیں رویہ ہمیشہ اس کی حمایت اور ہمدردی کا رہا ہے حالیہ کیمپ ڈیوڈ مذاکرات کے دوران بھی زیادہ تر مراعات کا مطالبہ یاسر عرفات ہی سے کیا گیا اور آنے والے چند دنوں میں جیسا کہ قوی امکان ہے کیونکہ ۱۳ ستمبر کو یاسر عرفات آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے اعلان کے اپنے فیصلے پر قائم ہیں اگر مذاکرات دوبارہ شروع ہوتے ہیں تو مغرب کی کوشش یہی ہوگی کہ یروشلم کے معاملے پر یاسر عرفات کو مزید جھکایا جائے۔ یاسر عرفات جو امریکہ سے واپسی کے بعد عرب سربراہان حکومت کے دورے پر ہیں جس کے دوران وہ عرب حکمرانوں کے سامنے کیمپ ڈیوڈ مذاکرات کی تفصیلات اور اپنا موقف رکھیں گے۔ شاید ان عرب حکمرانوں کے ذریعہ بھی کسی طرح کا دباؤ ڈلوایا جائے حالانکہ سبھی کو معلوم ہے کہ یروشلم کے مسئلے پر فلسطینی ہی نہیں عرب اور پوری مسلم دنیا کے عوام کسی سودے بازی کو تسلیم نہیں کریں گے اور امکان یہی ہے کہ یاسر عرفات بھی اس عوامی دباؤ کو آسانی سے نظر انداز نہیں کر سکیں گے لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ مستقبل قریب میں مسئلہ فلسطین کے حل کا امکان بہت ہی کم ہے تو بے جا نہ ہوگا بلکہ بعض مبصرین کے مطابق تو اگر ۱۳ ستمبر تک یاسر عرفات آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیتے ہیں تو خطے میں حالات قابو سے باہر بھی ہو سکتے ہیں۔

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 21/22 August 2000

25-31. AUG. 2000

R. N. I. NO. - 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11052/2000

م - س - ج

منظر لبیں منظر

سکھ ایک علیحدہ قوم

سدرشن جی کا ارشاد

سکھ تنظیموں کا ردعمل

گیانی جوگندر سنگھ کی ہدایت

سکھ ایک علاحدہ قوم

[illegible]

سدرشن جی کا ارشاد

[illegible]

سکھ تنظیموں کی ردعمل

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

سورت کا فساد ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا

اقلیتوں کے جانی و مالی نقصانات کی تلافی کے لیے موثر اقدامات کئے جائیں

سورت کے دورے سے واپسی کے بعد جمعیۃ علماء ہند کے وفد کا مطالبہ

[illegible]

الجمعیۃ نئی دہلی

مدیر : محمد عثمان ... [illegible]

[illegible]

مقام اشاعت : [illegible]

[illegible]

نئی دہلی ۲

[illegible]